نحنُ انصاراللہ

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ

مئی 2024ء، ذوالقعدہ 1445، ہجرت 1403

www.nahnuansarullah.ca

نحنُ انصاراللّٰہ

مجلس انصاراللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ
مئی 2024ء

نگران
عبدالحمید وڑائچ صدر مجلس انصاراللہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ
سہیل احمد ثاقب نائب صدر مجلس انصاراللہ کینیڈا

مینیجر
محمد موسیٰ قائد اشاعت مجلس انصاراللہ کینیڈا

مدیران
غلام مصباح بلوچ نائب صدر صفِ دوم مجلس انصاراللہ کینیڈا
ڈاکٹر حمید احمد مرزا۔ معتز القزق

معاونین،
کاشف بن ارشد ایڈیشنل قائد اشاعت مجلس انصاراللہ کینیڈا
مسعود احمد نائب قائد اشاعت مجلس انصاراللہ کینیڈا
ثار اے شمس ڈاکٹر محی الدین مرزا، ظفر ندیم، منصور چغتائی

عہد وفائے خلافت

خلافت احمدیہ کے 100 سال پورے ہونے پر لیا جانے والا تاریخی عہد

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول ا کے لئے وقف رکھیں گے۔ اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جہد و جہد کرتے رہیں گے۔ اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفید ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔

(مورخہ 27/ مئی 2008ء برموقع صد سالہ خلافت جوبلی، ایکسل سینٹر لندن)

ISSN 2560-886X (Print) ISSN 2560-8878 (Online) بین الاقوامی اشاعت حوالہ نمبر
editor@ansar.ca / ishaat@ansar.ca / Tel: 905-417-1800 : رابطہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

قال اللہ عزّ وجل

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ (سورۃ النور: آیت نمبر 56، 57)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔ اور تم سب نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰتیں دو، اور اس رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

تفسیر حضرت مصلح موعودؓ: خلافت کے ذکر کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ گویا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکنت کر کے وہ اطاعت رسول کر کے وہ اطاعت رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے۔... پس وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ فرما کر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اس وقت رسول کی اطاعت اسی رنگ میں ہوگی کہ اشاعت و تمکین دین کے لیے نمازیں قائم کی جائیں۔... اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اقامت صلوٰۃ اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہوسکتی۔... اس کی وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا بہترین حصہ جمعہ ہے جس میں خطبہ پڑھا جاتا ہے اور قومی ضرورتوں کو لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اب اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو قومی ضروریات کا پتہ کس طرح لگ سکتا ہے۔ مثلاً پاکستان کی جماعتوں کو کیا علم ہوسکتا ہے کہ چین اور جاپان اور دیگر ممالک میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کیا ہو رہا ہے اور اسلام ان سے کن قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اگر ایک مرکز ہوگا اور ایک خلیفہ ہوگا جو تمام مسلمانوں کے نزدیک واجب الاطاعت ہوگا تو اسے تمام اکناف عالم سے رپورٹیں پہنچتی رہیں گی کہ یہاں یہ ہو رہا ہے اور وہاں وہ ہو رہا ہے اور اس طرح وہ لوگوں کو بتا سکے گا کہ آج فلاں قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے اور آج فلاں قسم کی خدمات کے لیے آپ کو پیش کرنے کی حاجت ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 573 تا 575)
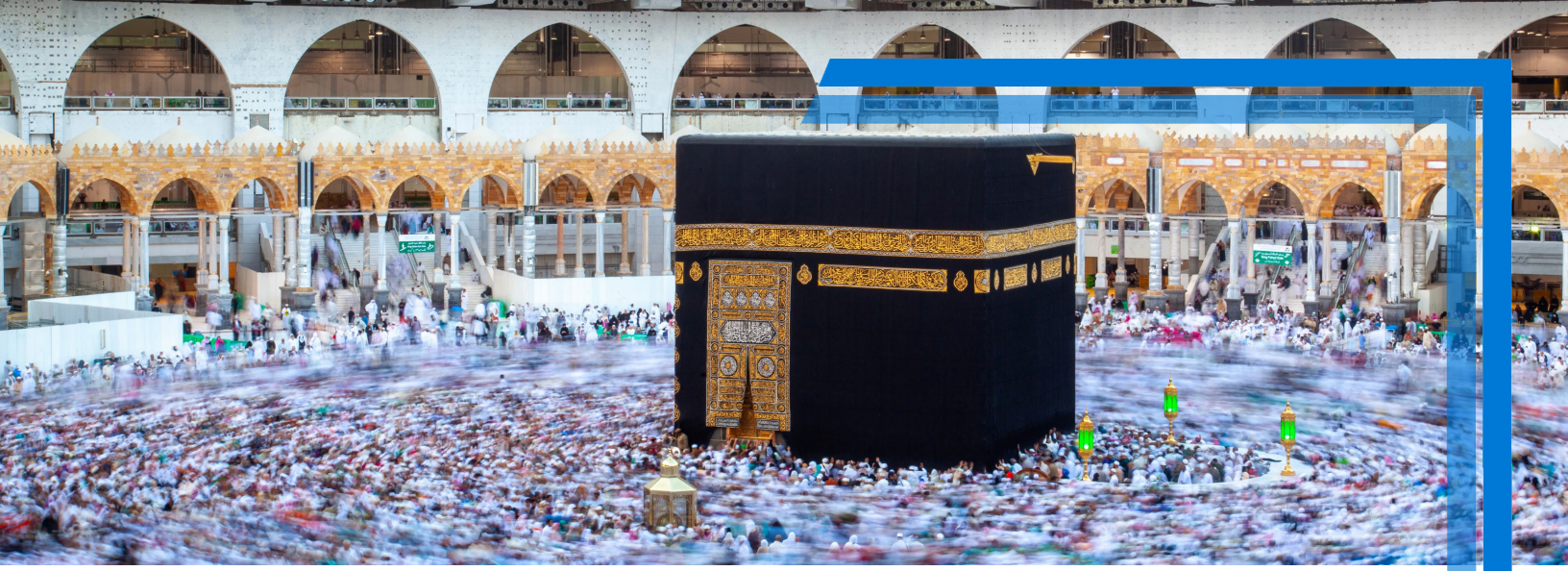
قال الرسول ﷺ

عَنِ حُذَيْفَةُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَكُونُ النُّبُوَّةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللّٰه أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللّٰه أَنْ تَكُوْنَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللّٰه أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَاضًّا، فَيَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰه أَنْ يَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللّٰه أَنْ تَكُوْنَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ نُبُوَّةٍ ثُمَّ سَكَتَ.

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر 6 مسند النعمان بن بشیر صفحہ 285 حدیث نمبر 18596 عالم الکتب بیروت 1998ء)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اندر نبوت موجود رہے گی جب تک خدا چاہے گا کہ وہ رہے پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا کہ اسے اٹھالے وہ اسے اٹھالے گا پھر خلافت علی منہاج النبوۃ ہوگی اور وہ رہے گی جب تک خدا چاہے گا کہ وہ رہے پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا کہ اس کو اٹھالے وہ اسے (نعمت) بھی اٹھالے گا پھر ایک طاقتور اور مضبوط بادشاہت کا دور آئے گا اور وہ رہے گا جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ رہے پھر وہ اللہ تعالیٰ اسے بھی اٹھالے گا جب وہ چاہے گا کہ اسے اٹھالے پھر ظالم و جابر حکومت (کا زمانہ) ہوگا اور وہ رہے گی جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ رہے پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھالے گا جب وہ چاہے گا کہ اسے اٹھالے پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی پھر حضور ﷺ خاموش ہو گئے۔

کلام المہدی علیہ السلام

’’خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تاقیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں۔‘‘

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353،354)

’’یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اس طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اُس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

کلام الامام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

’’آج اُمت مسلمہ میں خلافت کے قیام کے لیے کتنی کوششیں ہو رہی ہیں لیکن وہ بار آور نہیں ہوسکتیں اور کبھی نہیں ہوسکتیں۔ اس لیے کہ یہ لوگ اللہ کی مرضی کی بجائے اپنی مرضی کا دین جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ کی بھیجی ہوئی خلافت کی اطاعت کی بجائے بندوں کی بنائی ہوئی خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ باوجود اس احساس کے کہ ہم غلطی کر رہے ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کا انکار کر رہے ہیں لیکن اس آیت استخلاف میں جو تسلی اللہ تعالیٰ نے جماعت کو دی ہے اور جس کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے۔ آج جماعت احمدیہ کی تاریخ خاص طور پر خلافت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ جو ہے ہر فرد کو آیت استخلاف کی حقیقی تصویر کا فہم و ادراک دے چکی ہے اور ہر احمدی کو عملی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارش کا مصداق بنا دیا ہے۔ پس آج یہ بات ہر احمدی پر واضح اور واضح رہنی چاہیے کہ اس کے مصداق وہی لوگ بنتے ہیں جو ایمان میں کامل ہونے کی کوشش کرنے والے اور اعمال صالحہ بجالانے والے ہوں۔ آج تو غیر بھی ہمارے نظارے دیکھ کر اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں اور اس کا اظہار کرنے پر مجبور ہیں کہ خوف کی حالت کو امن میں بدلتے اگر کسی نے اس زمانہ میں دیکھنا ہے تو جماعت احمدیہ کو دیکھ لے۔ پس کتنے خوش قسمت ہیں ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی جماعت میں شامل ہو کر اس انعام کے مستحق ٹھہرے ہیں۔‘‘

(خطاب صد سالہ خلافت جوبلی 27/ مئی 2008ء بمقام Excel سنٹر لندن)
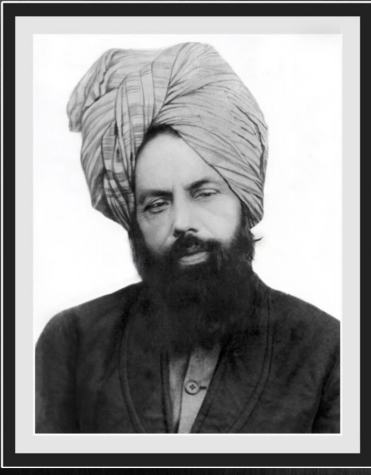
انتخاب از فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بدل دردے کہ دارم از برائے طالبان حق
نمے گردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم

وہ درد جو میں طالبانِ حق کے لیے اپنے دل میں رکھتا ہوں۔
اس درد کو الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا

دل و جانم چناں مستغرق اندر فکر او شان ست
کہ نے از دل خبر دارم نہ از جان خود آگاہم

میری جان ودل ان لوگوں کی فکر میں اس قدر مستغرق ہے
کہ مجھے نہ اپنے دل کی خبر ہے نہ اپنی جان کا ہوش ہے

بدیں شادم کہ غم از بہر مخلوقِ خدا دارم
ازیں در لذتم کز درد مے خیزد ز دل آہم

میں تو اس پر خوش ہوں کہ مخلوق خدا کا غم رکھتا ہوں اور اس
کے باعث میرے دل سے جو آہ نکلتی ہے اس میں مگن ہوں

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

میرا مقصود اور میری خواہش خدمت خلق ہے یہی میرا
کام ہے یہی میری ذمہ داری ہے ۔یہی میرا فریضہ ہے

نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا
کہ ہمدردی برد آنجا بہ جبر و زور و اکراہم

میں نےاپنی مرضی سے وعظ و نصیحت کے کوچہ میں قدم نہیں
رکھا بلکہ مخلوق کی ہمدردی مجھے زبر دستی کھینچے لیے جارہی ہے

غمِ خلق خدا صرف از زباں خوردن چہ کارست ایں
گرش صد جاں بہ پاریزم ہنوزش عذر میخواہم

صرف زبان سے خلق خدا کے غم کھانے کا کیا فائد ہ اگر اس
کے لیے سو جانیں بھی فدا کروں تب بھی معذرت کرتا ہوں

و شام پر غبار و تیرہ حال عالمے بینم
خدا بروے فرود آرد دُعا ہائے سحر گاہم

جب دنیا کی تاریکی کو دیکھتا ہوں تو (چاہتا ہوں کہ) خدا اس
پر میری پچھلی رات کی دعاؤں (کی قبولیت) نازل کرے

(براہینِ احمدیہ، روحانی خزائن جلد1 صفحہ 37،47 بحوالہ درثمین فارسی
مترجمہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ صفحہ 92،03)

آخری زمانے کے فتنوں کے متعلق آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تاکیدی ہدایت

تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ

(اپنے آپ کو مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے امام سے وابستہ رکھنا)

(از: ایڈیٹر)

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنی اُمت کو آئندہ زمانے میں آنے والے بڑے سخت اور بھیانک فتنوں سے متنبہ فرمایا ہے اور انذاری پیشگوئیوں کے رنگ میں ہوشیار کیا ہے۔ ان انذاری پیشگوئیوں کا ایک بڑا حصہ خود امت مسلمہ کے متعلق ہے جس میں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مسلمانوں کے آپس میں قتل وغارت کرنے، یہود ونصاریٰ کے مشابہ ہونے، فرقہ واریت میں بڑھنے، قرآن وسنت کو ترک کرنے، جاہل اور گمراہ کرنے والے علماء دین کے پیدا ہونے اور دین کے نام پر فساد پیدا کرنے وغیرہ جیسے فتنوں سے تخویف دلائی ہے۔ مثلاً امت مسلمہ کی خطرناک حالت کا ایک بیان حدیث میں یوں ملتا ہے:

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ افْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَافْتَرَقَتِ النَّصَارَى عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً فَإِحْدَى وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتَفْتَرِقَنَّ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ قَالَ "الْجَمَاعَةُ"۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب افْتِرَاقِ الأُمَمِ)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ یہود اکہتر (71) فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے جن میں سے ایک جنتی ہے اور باقی ستر آگ میں۔ اور نصاریٰ بہتر فرقوں میں بٹ گئے جن میں سے اکہتر آگ والے ہیں اور ایک جنتی ہے۔ اور اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سے ایک جنتی ہوگا اور بہتر فرقے آگ میں ہوں گے۔ پوچھا گیا یارسول اللہ! (جنتی فرقے والے) وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: "الْجَمَاعَةُ" یعنی وہ جماعت ہوں گے۔

ایسے پُرفتن دور کا نقشہ سن کر صحابہ کرام تشویش میں پڑ گئے اور بعض نے حضورؐ سے پوچھا: وَمَعَنَا عُقُولُنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ؟ کیا اُس دن ہماری عقلیں ہمارے ساتھ ہوں گی؟ (یعنی کیا اُس وقت مسلمان اپنی عقلیں کھو دیں گے جو ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے) بہر کیف حضرت نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جہاں اُمت مسلمہ کو ان پُرخطر اور پُرفتن حالات کی خبر دی ہے وہیں بنی فارس میں سے ایک ایسے عظیم الشان وجود کے آنے کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا "لَوْكَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هَؤُلَاءِ" یعنی اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا گیا تو ان لوگوں (حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے۔ ناقل) میں سے کوئی شخص یا بعض اشخاص اس کو واپس لے آئیں گے۔

(بخاری کتاب التفسیر باب سورۃ الجمعۃ)

پس اُمت مسلمہ کے بگاڑ کا مسئلہ بھی روایات میں بیان ہوا ہے اور اس مسئلہ کا حل بھی

احادیث میں بڑا واضح بیان ہوا ہے اس لیے اس موجودہ دور میں جہاں امت مسلمہ فرقہ واریت جیسے عذاب سے دوچار ہے،ایک مسلمان کو اس حل کی تلاش کرنی چاہیے جو آنحضرت ﷺ نے اس پُرخطر حالات سے نکلنے کے لیے بتایا ہے۔صحیح بخاری میں آتا ہے:

حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، يَقُولُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ، مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ "نَعَمْ". قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ "نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ". قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ "قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ". قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ "نَعَمْ، دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا". قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا. قَالَ "هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا". قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ قَالَ "تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ". قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ "فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ، وَأَنْتَ عَلَى ذٰلِكَ".

(صحیح بخاری کتاب الفتن باب(11) باب كَيْفَ الأَمْرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ)

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمانؓ کہتے ہیں کہ لوگ اچھی باتوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کرتے تھے اور مَیں آپؐ سے شر کے متعلق پوچھتا تھا اس ڈر سے کہ کہیں وہ مجھے نہ آگھیرے۔میں نے کہا: یارسول اللہ! ہم جہالت اور شر میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے (آپؐ کو بھیج کر) یہ خیر و برکت ہم کو دی۔کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔میں نے کہا: کیا اس شر کے بعد بھی کوئی خیر ہوگا؟ فرمایا: ہاں اور اُس میں کچھ بُرائی بھی ملی ہوگی۔میں نے کہا: اس میں کیا برائی ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: ایسے لوگ ہوں گے جو میرے راستہ کے سوا کسی اور راستے کی طرف راہنمائی کریں گے،ان میں کچھ باتیں تو تمہیں اچھی معلوم ہوں اور کچھ باتیں ایسی ہوں گی جن کو تم بُرا مناؤ گے۔میں نے کہا: کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے جو اُن کی بات مان کر دروازوں کی طرف گیا تو وہ اس کو جہنم میں پھینک دیں گے۔میں نے کہا: یارسول اللہ! ہم سے ان کا حال بیان فرمائیں۔آپؐ نے فرمایا: وہ ہماری قوم سے ہوں گے،ہماری زبان بولیں گے۔میں نے پوچھا: آپؐ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اگر اس شر نے مجھے آگھیرا؟ آپؐ نے فرمایا: تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا۔میں نے کہا: اگر ان کی جماعت نہ ہو اور نہ کوئی امام؟ تو آپؐ نے فرمایا: پھر ان سب فرقوں سے الگ رہو اگرچہ تمہیں درخت کی جڑیں بھی چبانی پڑیں۔تم اسی حالت میں رہو،خواہ موت کی نوبت پہنچ جائے۔

آنحضرت ﷺ کے ان فرمودات سے صاف ظاہر ہے کہ آپؐ نے امت مسلمہ کی سلامتی اور عافیت امام اور اُس کے ذریعہ قائم ہونے والی جماعت میں ہی قرار دی ہے،دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امام سے مراد وہی امام مہدی اور مسیح موعود ہیں جن کی بیعت کرنے کا بھی آپؐ نے تاکیدی حکم فرمایا ہے خواہ برف پر گھٹنوں کے بل جاکر بھی کرنی پڑے۔پھر ایک اور جگہ پر آپؐ نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قائم ہونے کی بھی بشارت عطا فرمائی ہے۔پس یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ اُس امامت و خلافت کی پیروی میں ہے جس کی پیشگوئی اور تاکید بیعت آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی،اب اسی امام کے ساتھ وابستگی ہی بقاء ایمان ہے کیونکہ امامِ وقت کو نہ ماننا اور اس کے انکار کی حالت میں وفات پانا جاہلیت کی موت ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

"مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً"

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الْأَمْرِ بِلُزُومِ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ ظُهُورِ الْفِتَنِ وَتَحْذِيرِ الدُّعَاةِ إِلَى الْكُفْرِ)

یعنی جس نے اطاعت (امام) سے اپنا ہاتھ ہٹالیا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے لیے کوئی حجت نہیں ہوگی اور جو کوئی اس حال میں مرے کہ اس کے گلے میں بیعت (امام) نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:"حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کرے اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔یہ حدیث ایک متقی کے دل کو امام الوقت کا طالب بنانے کے لئے کافی ہوسکتی ہے کیونکہ جاہلیت کی موت ایک ایسی جامع شقاوت ہے جس سے کوئی بدی اور بدبختی باہر نہیں۔سو بموجب اس نبوی وصیت کے ضروری ہوا کہ ہر ایک حق کا طالب امام صادق کی تلاش میں لگا رہے۔"

(ضرورۃ الامام،روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 472)
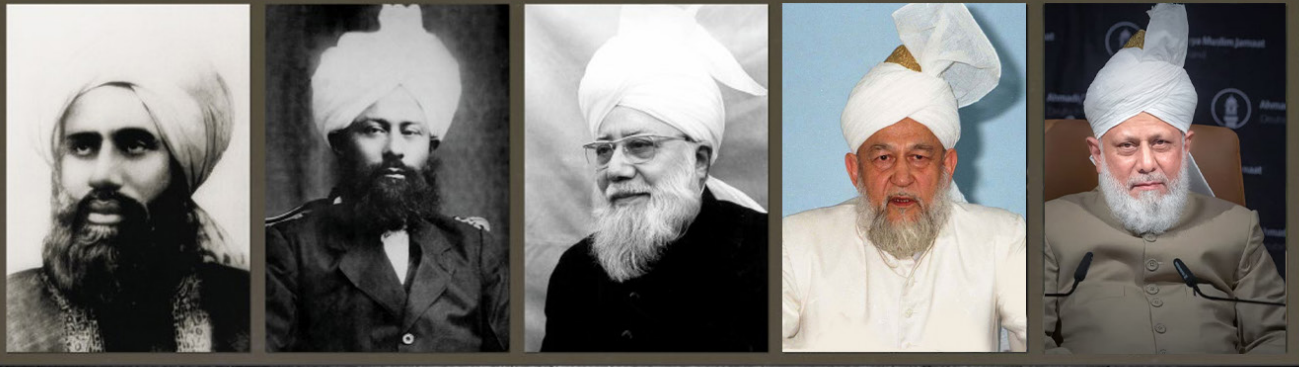
”خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے“

از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب بھیروی خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے کئی مواقع پر یہ حقیقت بیان فرمائی ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ ذیل میں آپ کی تحریرات اور فرمودات سے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

”چونکہ خلافت کا انتخاب عقلِ انسانی کا کام نہیں۔ عقل نہیں تجویز کر سکتی کہ کس کے قویٰ قوی ہیں، کس میں قوتِ انتظامیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے اس لئے جنابِ الٰہی نے خود فیصلہ کر دیا ہے: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ۔ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔

اب واقعاتِ صحیحہ سے دیکھ لو کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے کہ نہیں! یہ تو صحیح بات ہے کہ وہ خلیفہ ہوئے اور ضرور ہوئے ... غرض یہ بالکل سچی بات ہے کہ خلفائے ربّانی کا انتخاب انسانی دانشوں کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ اگر انسانی دانش ہی کا کام ہوتا ہے تو کوئی بتائے کہ وادیٔ غیر ذی زرع میں وہ کیونکر تجویز کر سکتی ہے؟ چاہیے تو تھا کہ ایسی جگہ ہوتا جہاں جہاز پہنچ سکے، دوسرے ملکوں اور قوموں کے ساتھ تعلّقات قائم کرنے کے اسباب میسر ہوتے مگر نہیں وادیٔ غیر ذی زرع ہی میں انتخاب فرمایا اس لیے کہ انسانی عقل اُن اسباب وہ وجوہات کو سمجھ ہی نہیں سکتی تھی جو اُس انتخاب میں تھی اور ان نتائج کا اس کو علم ہی نہ تھا جو پیدا ہونے والے تھے۔ عملی رنگ میں اس کے سوا دوسرا منتخب نہیں ہوا۔ اور پھر جیسا کہ عام انسانوں اور دنیاداروں کا حال ہے اور ہر روز غلطیاں کرتے ہیں، نقصان اٹھاتے ہیں اور آخر خائب و خاسر ہو کر اور بہت سی حسرتیں اور آرزوئیں لے کر مر جاتے ہیں لیکن جنابِ الٰہی کا انتخاب بھی ایک انسان ہی ہوتا ہے، اس کو کوئی ناکامی پیش نہیں آتی، وہ جدھر مُنہ اٹھاتا ہے اُدھر ہی اس کے واسطے کامیابی کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور وہ فضل، شفاء، نور اور رحمت کہلاتا ہے۔“

(الحکم 7/ فروری 1901ء صفحہ 5)

”اسی امت میں خلیفہ ہونا اور خلیفہ کا تقرر ہونا خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہونا ہی قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے... غرض خدا تعالیٰ کا وعدہ آپ ہی منتخب کرنے کا ہے۔ کون منتخب ہوتا ہے اَللّٰهُ اَعۡلَمُ حَيۡثُ يَجۡعَلُ رِسَالَتَهٗ (الانعام: 125) جو شخص خلافت کے لیے منتخب ہوتا ہے اُس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے سزاوار اس وقت ہرگز نہیں ہوتا۔ کیسی آسان بات تھی کہ خدا تعالیٰ جس کو چاہے مصلح مقرر کر دے پھر جن لوگوں نے خدا کے ان مامور کردہ منتخب بندوں سے تعلق پیدا کیا، انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کی پاک صحبت میں ایک پاک تبدیلی اندر ہی اندر شروع ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنے کی آرزو پیدا ہونے لگتی ہے۔“

(الحکم 17/ اپریل 1901ء صفحہ 3)

”کسی قسم کا خلیفہ ہو اُس کا بنانا جنابِ الٰہی کا کام ہے۔ آدم کو بنایا تو اُس نے، داوٗد کو بنایا تو اُس نے، ہم سب کو بنایا تو اُس نے۔ پھر حضرت نبی کریمؐ کے جانشینوں کو ارشاد ہوتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنكُم وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَستَخلِفَنَّهُم فِی الاَرضِ… جو مومنوں میں سے خلیفہ ہوتے ہیں ان کو بھی اللہ ہی بناتا ہے۔ ان کو خوف پیش آتا ہے مگر خدا تعالیٰ ان کو تمکنت عطا کرتا ہے۔ جب کسی قسم کی بدامنی پھیلے تو اللہ ان کے لیے اس کی راہیں نکال دیتا ہے، جو اُن کا منکر ہو اُس کی پہچان یہ ہے کہ اعمال صالحہ میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ دینی کاموں سے رہ جاتا ہے۔“

(الفضل 17/ستمبر 1913ء صفحہ 15)

”دنیا کے مذاہب کی حفاظت کے لیے مؤیدمن اللہ، نصرت یافتہ پیدا نہیں ہوتے۔ اسلام کے اندر کیسا فضل اور احسان ہے کہ وہ مامور بھیجتا ہے جو پیدا ہونے والی بیماریوں میں دعاؤں کے مانگنے والا، خدا کی درگاہ میں ہوشیار انسان، شرارتوں اور عداوتوں کے بدنتائج سے آگاہ، بھلائی سے واقف انسان ہوتا ہے۔ جب غفلت ہوتی ہے اور قرآن کریم سے بے خبری ہوتی ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی راہوں میں بے سمجھی پیدا ہو جاتی ہے تو خدا کا وعدہ ہے کہ ہمیشہ خلفاء پیدا کرے گا… جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے اس کی شناخت کے لیے ایک نشان منجملہ اور نشانوں کے خدا تعالیٰ نے یہ مقرر فرمایا ہے کہ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُم دِينَهُمُ الَّذِی ارتَضٰی لَهُم … بڑی بڑی مشکلات آتی ہیں اور ڈرانے والی چیزیں آتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان سب خوفوں اور خطرات کو امن سے بدل دیتا ہے اور دور کر دیتا ہے… اب ذرا ہادیٔ کامل صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حالت پر غور کرو… آپؐ کے دشمن ایسے خاک میں ملے کہ نام و نشان تک مِٹ گیا… اُن کے بعد اُن کے جانشین حضرت ابوبکرؓ ہوئے… کیسا خوف پیدا ہوا کہ عرب مرتد ہو گئے بلکہ سب خوف جاتا رہا، کیوں؟ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنائے تھے۔ اسی طرح ہمیشہ جب لوگ مامور ہو کر آتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی سے، اُس کا ہاتھ کا تھامنا یہ دکھلا دیتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں محفوظ ہوتا ہے۔“

(الحکم 3/مارچ 1899ء صفحہ 5،6)

مسجد نور کا مختصر تعارف

مسجد نور قادیان کی اہم مساجد میں سے ایک ہے۔ اور دار العلوم (موجودہ حلقہ دار السلام کوٹھی) کی آبادی کا آغاز مسجد نور سے ہوا۔ اس تاریخی مسجد کی بنیاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے 5/مارچ 1910 کو بعد نماز فجر اپنے دست مبارک سے رکھی اس موقعہ پر احمدیوں کی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے اکبر شاہ خان نجیب آبادی کے ہاتھ سے پہلی اینٹ لے کر اپنے ہاتھ سے گارا لگا کر متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ رکھی اور اینٹوں کے ایک ڈھیر پر بیٹھ کر عمارتوں اور مسجدوں کے حقیقی فلسفہ پر ایک پُرمعارف تقریر فرمائی۔

اسی مسجد میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد مؤرخہ 14/مارچ 1914ء کو جماعت نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ ثانی منتخب کیا۔ بعد انتخاب اسی مسجد میں تقریباً دو ہزار افراد نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور قرآن مجید، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی تعمیل میں خلافت سے وابستہ رہنے کا عہد کیا تھا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن 20 دسمبر 2022)

تعارف کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام
’’براہین احمدیہ - حصہ پنجم‘‘

(مرسلہ خالد محمود شرما قائد تعلیم مجلس انصاراللہ کینیڈا)

یہ کتاب مجلس انصاراللہ کے تعلیمی نصاب برائے سال 2024ء کی دوسری، تیسری اور چوتھی سہ ماہی میں شامل ہے۔ اراکین مجلس کے ازدیاد علم کیلئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف کا تعارف پیش خدمت ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس عظیم کتاب کا دوسرا نام ’’نصرۃ الحق‘‘ تجویز فرمایا اور وجہ تسمیہ یہ بیان فرمائی کہ:

’’اس حصہ پنجم کے وقت جو نصرت حق ظہور میں آئی ضرور تھا کہ بطور شکر گزاری کے اس کا ذکر کیا جاتا۔ سو اس امر کے اظہار کے لئے میں نے براہین احمدیہ کے پنجم حصہ کے لکھنے کے وقت جس کو درحقیقت اس کتاب کا نیا جنم کہنا چاہئے اس حصہ کا نام ’’نصرۃ الحق‘‘ بھی رکھ دیا تا وہ نام ہمیشہ کیلئے اس بات کا نشان ہو کہ باوجود صدہا عوائق اور موانع کے محض خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد نے اس حصہ کو خلعت وجود بخشا۔‘‘

یہ کتاب روحانی خزائن جلد نمبر 21 کے 414 صفحات پر مشتمل ہے۔ حضور نے اس کتاب کو 1906ء میں تالیف فرمایا اور اس سال یہ کتاب شائع ہوئی۔

غرض تالیف:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعویٰ سے قبل دین حق کی صداقت پر مشتمل دلائل پچاس حصوں پر مبنی ایک کتاب تحریر کرنے کا ارادہ فرمایا تھا۔ چنانچہ اس کتاب کے پہلے چار حصے 1880ء، 1882ء اور 1884ء میں یکے بعد دیگر شائع ہوئے۔ مگر ان چار حصوں کی اشاعت کے بعد باقی حصوں کی اشاعت الٰہی مصلحت کے مطابق معرض التواء میں رہی جبکہ اس طویل عرصہ میں حضور نے مختلف موضوعات پر کم و بیش 80 کتب تالیف فرمائیں۔ جن میں سینکڑوں دلائل بیان فرما دیئے۔ 1905ء میں تقریباً 23 سال بعد مشیت الٰہی کے مطابق حضور نے براہین احمدیہ کا یہ پانچواں حصہ تالیف فرمایا۔

التواء کی حکمت: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب کے التواء کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

1۔ ضرور تھا کہ براہین احمدیہ (حصہ پنجم) کا لکھنا اس وقت تک ملتوی رہے جب تک کہ ابتدا زمانہ سے وہ سربستہ امور کھل جائیں اور جو دلائل ان حصوں میں درج ہیں وہ ظاہر ہو جائیں۔ (صفحہ 3)

2۔ تاخیر سے لکھنے میں حکمت یہ تھی کہ پہلے حصہ میں مذکور پیشگوئیاں جو دین کی سچائی پر قوی دلیل ہیں وہ پوری ہو جائیں۔ (صفحہ 8)

3۔ اس وقت تک پنجم حصہ شائع نہ ہو جب تک کہ وہ تمام امور ظاہر نہ ہو جائیں جن کی نسبت براہین احمدیہ کے پہلے حصوں میں پیشگوئیاں ہیں۔ (صفحہ 8)

4۔ اس دیر کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ تا خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر ظاہر کرے کہ یہ کاروبار اس کی مرضی کے مطابق ہے۔ (صفحہ 9)

خلاصہ مضامین:

اس کتاب کی ابتدا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سچے اور زندہ مذہب کی مابہ الامتیاز خصوصیات بیان فرمائی ہیں اور تحریر فرمایا ہے کہ سچے مذہب میں اللہ تعالیٰ کی قولی اور فعلی تجلیات کا وجود ضروری ہے کیونکہ ان کے بغیر اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت کامل طور پر نہیں ہوتی اور کامل معرفت کے بغیر گناہ سے نجات حاصل کرنا ناممکن ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے معجزہ کی اصل حقیقت اور ضرورت کے بیان میں علیحدہ باب رقم فرمایا ہے اور تحریر فرمایا ہے کہ سچے اور جھوٹے مذاہب کا مابہ الامتیاز زندہ معجزات ہی ہیں۔ اور باب دوم میں ان نشانات کی کسی قدر تفصیل بیان فرمائی ہے، جو پچیس برس قبل براہین احمدیہ میں مندرج پیشگوئیوں کے مطابق ظہور میں آئے۔ اس سلسلہ میں حضور نے اپنے سینکڑوں الہامات کی واقعاتی شواہد اور تائیدات الٰہیہ سے تشریح فرمائی ہے۔ اسی لئے حضور نے کتاب کے اس حصے کا نام نصرت الحق بھی تحریر فرمایا ہے۔ نیز حضور نے باب دوم میں اسماء الانبیاء کی ذیل میں سورۃ الکھف کی ان آیات کی نادر اور لطیف تشریح بیان فرمائی ہے جو ذوالقرنین کے تعلق میں مذکور ہیں۔ (صفحہ 118 تا 128)

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم:

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم بعض معترضین کے اعتراضات کے جواب پر مشتمل ہے۔ سب سے پہلے حضور نے ایک صاحب محمد اکرام اللہ شاہجہانپور کے ان اعتراضات کو لیا ہے جو انہوں نے حضورؑ کے الہام عفت الدیار محلہا ومقامہا پر صرفی ونحوی، لغوی اور واقعاتی اعتبار سے کئے ہیں۔ (صفحہ 153) اس کے بعد اسی الہام پر ایک اور صاحب کے اعتراضات کا جواب ہے۔ (صفحہ 183)

اس سلسلہ میں حضور نے ضمناً سورۃ المومنون ابتدائی آیات کی انتہائی پرمعارف تفسیر بیان فرما کر انسانی پیدائش روحانی وجسمانی کے مراتب ستہ کو بیان فرمادیا ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں: " یہ جو اللہ تعالیٰ نے مومن کے وجود روحانی کے مراتب ستہ بیان کرکے ان کے مقابل پر وجود جسمانی کے مراتب ستہ دکھلائی ہیں یہ ایک علمی معجزہ ہے۔" (صفحہ 228)

" میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس قسم کا علمی معجزہ میں نے بجز قرآن کریم کے کسی کتاب میں نہ پایا۔" (صفحہ 229)

تیسرے نمبر پر مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے بعض ان شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے جو انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی زلزلوں سے متعلق پیشگوئی کے بارے میں شائع کئے تھے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے سوالات کے جوابات میں حضورؑ نے وفات مسیح کے مسئلہ پر بھی بحث فرمائی ہے اور پھر مولوی صاحب کو مخاطب کرکے ایک طویل عربی نظم رقم فرمائی ہے جس میں حضورؑ نے صداقت کے دلائل تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔

چوتھے نمبر پر حضورؑ نے مولوی سید محمد عبد الواحد صاحب مدرس "قاضی برہمن بڑیہ" کے بعض شبہات کا ازالہ فرمایا ہے۔ (صفحہ 336) اور آخر میں مولوی رشید احمد گنگوہی کے رسالہ الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح کا جواب تحریر فرمایا ہے۔

دیگر اہم مضامین:

معجزہ کی تعریف (صفحہ 42)، محض عقلی دلائل سے خدا تعالیٰ کا وجود یقینی طور پر ثابت نہیں ہوتا۔ (صفحہ 61)، پیشگوئی کی حقیقی تفسیر کا وہ وقت ہوتا ہے جس وقت وہ ظاہر ہو۔ (صفحہ 93)، صرف اختلاف مذہب یا ہندو یا عیسائی ہونے کی وجہ سے کسی پر عذاب نہیں آسکتا۔ (صفحہ 161) فوٹو بنوانے کی حکمت۔ (صفحہ 367)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کتاب میں مومن کے مدارج ستہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

1۔ خشوع وخضوع:

عند العقل یہ بات ظاہر ہے کہ سب سے پہلے جو ایک سعید الفطرت آدمی کے نفس کو خدا تعالیٰ کی طرف اس کی طلب میں ایک حرکت پیدا ہوتی ہے وہ خشوع اور انکسار ہے اور خشوع سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کیلئے فروتنی اور تواضع اور تضرع کی حالت اختیار کی جائے اور جو اس کے مقابل پر اخلاق رویہ ہیں جیسے تکبر اور عجب اور ریاء اور لاپرواہی اور بے نیازی ان سب کو خدا تعالیٰ کے خوف سے چھوڑ دیا جائے اور یہ بات بدیہی ہے کہ جب تک انسان اپنے اخلاق کے مقابل پر جو اخلاق فاضلہ ہیں جو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں ان کو قبول نہیں کرسکتا کیونکہ دو ضدین ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ (صفحہ 230)

2۔ لغویات سے اجتناب:

دوسرا کام مومن کا یعنی وہ کام جس سے دوسرے مرتبہ تک قوت ایمانی پہنچتی ہے اور پہلے کی نسبت ایمان کچھ قوی ہوجاتا ہے عقل سلیم کے نزدیک یہ ہے کہ مومن اپنے دل کو جو خشوع کے مرتبہ تک پہنچ چکا ہے لغو خیالات اور لغو شغلوں سے پاک کرے۔ کیونکہ جب تک مومن یہ ادنیٰ قوت حاصل نہ کرلے کہ خدا کے لئے لغو باتوں اور لغو کاموں کو ترک کرسکے۔ جو کچھ بھی مشکل نہیں اور صرف گناہ بےلذت ہے۔ اس وقت تک یہ طمع خام ہے کہ مومن ایسے کاموں سے دست بردار ہوسکے جن سے دست بردار ہونا نفس پر بہت بھاری ہے اور جن کے ارتکاب میں نفس کو کوئی فائدہ یا لذت ہے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ پہلے درجہ کے بعد ترک تکبر ہے۔ دوسرا درجہ ترک لغویات ہے اور اس درجہ پر وعدہ جو لفظ افلح سے کیا گیا ہے یعنی فوز مرام اس طرح پر پورا ہوتا ہے کہ مومن کا تعلق جب لغو کاموں اور لغو شغلوں سے

ٹوٹ جاتا ہے تو ایک خفیف سا تعلق خدا تعالیٰ سے اس کو ہو جاتا ہے اور قوت ایمانی بھی پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہے اور خفیف تعلق۔ اس لئے ہم نے کہا کہ لغویات سے تعلق بھی خفیف ہی ہوتا ہے پس خفیف تعلق چھوڑنے سے خفیف تعلق ہی ملتا ہے۔ (صفحہ 231-230)

3۔ انفاق فی سبیل اللہ:

پھر تیسرا کام مومن کا جس سے تیسرے درجے تک قوت ایمانی پہنچ جاتی ہے عقل سلیم کے نزدیک یہ ہے کہ وہ صرف لغو کاموں اور لغو باتوں کو ہی خدا تعالیٰ کیلئے نہیں چھوڑتا ہے اور ظاہر ہے کہ لغو کاموں کے چھوڑنے کی نسبت مال کا چھوڑنا نفس پر زیادہ بھاری ہے۔ کیونکہ وہ محنت سے کمایا ہوا اور ایک کارآمد چیز ہوتی ہے جس پر خوش زندگی اور آرام کا مدار ہے اس لئے مال کا خدا کیلئے چھوڑنا بہ نسبت لغو کاموں کے چھوڑنے کے قوت ایمانی کو زیادہ چاہتا ہے اور لفظ افلح کا جو آیت میں وعدہ ہے اس کے اس جگہ یہ معنے ہوں گے کہ دوسرے درجہ کی نسبت اس مرتبہ میں قوت ایمانی اور تعلق بھی خدا تعالیٰ سے زیادہ ہو جاتی ہے اور نفس کی پاکیزگی اس سے پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ اپنے ہاتھ سے اپنا محنت سے کمایا ہوا مال محض خدا کے خوف سے نکالنا بجز نفس کی پاکیزگی کے ممکن نہیں۔ (صفحہ 231)

4۔ شہوات نفسانیہ سے اجتناب:

پھر چوتھا کام مومن کا جس سے چوتھے درجہ تک قوت ایمانی پہنچ جاتی ہے عقل سلیم کے نزدیک یہ ہے کہ وہ صرف مال کو خدا تعالیٰ کی راہ میں ترک نہیں کرتا بلکہ وہ چیز جس سے وہ مال سے بھی بڑھ کر پیار کرتا ہے یعنی شہوات نفسانیہ انکا وہ حصہ جو حرام کے طور پر ہے چھوڑ دیتا ہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ہر ایک انسان اپنی شہوات نفسانیہ کو طبعاً مال سے عزیز تر سمجھتا ہے اور مال کو ان کی راہ میں فدا کرتا ہے۔ پس بلاشبہ مال کے چھوڑنے سے خدا کیلئے شہوات کو چھوڑنا بہت بھاری ہے اور لفظ افلح جو اس آیت سے بھی تعلق رکھتا ہے اس کے اس جگہ یہ معنے ہیں کہ جیسے شہوات نفسانیہ سے انسان کو طبعاً شدید تعلق ہوتا ہے ایسا ہی ان کے چھوڑنے کے بعد وہی شدید تعلق خدا تعالیٰ سے ہو جاتا ہے کیونکہ جو شخص کوئی چیز خدا تعالیٰ کی راہ میں کھوتا ہے اس سے بہتر پالیتا ہے۔ (صفحہ 232-231)

5۔ حق امانت کی ادائیگی:

پھر پانچواں کام مومن کا جس سے پانچویں درجہ تک قوت ایمانی پہنچ جاتی ہے عند العقل یہ ہے کہ صرف ترک شہوات نفس ہی نہ کرے بلکہ خدا کی راہ میں خود نفس کو ہی ترک کر دے اور اس کے فدا کرنے پر تیار رہے۔ یعنی نفس جو خدا کی امانت ہے اسی مالک کو واپس دیدے اور نفس سے صرف اس قدر تعلق رکھے جیسا کہ ایک امانت سے تعلق ہوتا ہے اور دقائق تقویٰ ایسے طور پر پورا کرے کہ گویا اپنے نفس اور مال اور تمام چیزوں کو خدا کی راہ میں وقف کر چکا ہے۔ پس جبکہ انسان کے جان و مال اور تمام قسم کے آرام خدا کی امانت ہے جس کو واپس دینا امین ہونے کیلئے شرط ہے۔ (صفحہ 232)

6۔ وصال الٰہی:

اب یاد رہے کہ منتہا سلوک کا پنجم درجہ ہے اور جب پنجم درجہ کی حالت اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے تو اس کے بعد چھٹا درجہ ہے جو محض ایک موہبت کے طور پر اور جو بغیر کسب اور کوشش کے مومن کو عطا ہوتا ہے اور کسب کا اس میں ذرہ دخل نہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ جیسے مومن خدا کی راہ میں اپنی روح کھوتا ہے تو ایک روح اس کو عطا کی جاتی ہے کیونکہ ابتداء سے یہ وعدہ ہے کہ جو کوئی خدا تعالیٰ کی راہ میں کچھ کھوئے گا وہ اسے پائے گا۔ اس لئے روح کو کھونے والے روح کو پاتے ہیں۔ پس چونکہ مومن اپنی محبت ذاتیہ سے خدا کی راہ میں اپنی جان وقف کرتا ہے اس لئے خدا کی محبت ذاتیہ کی روح کو پاتا ہے جس کے ساتھ روح القدس شامل ہوتا ہے۔ خدا کی محبت ذاتیہ ایک روح ہے اور روح کا کام مومن کے اندر کرتی ہے اس لئے وہ خود روح ہے اور روح القدس اس سے جدا نہیں کیونکہ اس محبت اور روح القدس میں کبھی انفکاک ہو ہی نہیں سکتا۔ (صفحہ 233)

حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 16/ فروری 2024ء میں دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

”دنیا کے جو حالات ہیں اس کے بارے میں بھی کچھ کہہ دوں۔ جنگ کی آگ تو پھیلتی جا رہی ہے۔ انسانیت کے تباہی سے بچنے کے لیے اب بہت دعاؤں کی ضرورت ہے اور احمدی اگر حقیقت میں صحیح طرح دعا کریں تو اس کے لیے کچھ کر سکتے ہیں۔“

تاریخ کا سب سے شدید زلزلہ، جس نے زمین کا جغرافیہ بدل کر رکھ دیا

(بشکریہ بی بی سی اردو)

22 مئی سنہ 1960 کو لاطینی امریکہ کے جنوب میں واقع ملک چلی میں تاریخ کا سب سے شدید زلزلہ آیا تھا۔ اس وقت دوپہر کے 3:11 بج رہے تھے کہ تقریباً 10 منٹ تک بحرالکاہل کی ساحلی پٹی کے تقریباً پانچ ہزار کلومیٹر میں سے ایک ہزار کلومیٹر کے رقبے میں زلزلے کے جھٹکے محسوس کیے گئے۔ اس زلزلے کی شدت ریکٹر سکیل پر 9.5 تھی اور اس کی وجہ سے زمین سے اتنی توانائی باہر پھوٹ نکلی جتنی کہ ہیروشیما پر برسنے والے 20,000 بموں سے نکلتی۔ اس کے نتیجے میں جو سونامی پیدا ہوئی اس کی وجہ سے سمندر میں 25 میٹر بلند لہریں اٹھیں۔ ان لہروں نے جہاں بہت سے ساحلی قصبوں کو دفن کر دیا وہیں بڑے پیمانے پر تباہی کا باعث بھی بنیں۔ یونائیٹڈ سٹیٹس جیولوجیکل سروے (یو ایس جی ایس) کے اعداد و شمار کے مطابق ملک کے جنوب میں آنے والے اس زلزلے میں 1600 سے زیادہ افراد ہلاک ہو گئے جبکہ تین ہزار زخمی ہوئے اور 20 لاکھ لوگ بے گھر ہو گئے۔

چلی کا جغرافیہ بدل گیا۔ ایسے قصبے بھی تھے جو ڈوب گئے اور ایسے بھی علاقے دیکھے گئے جو کئی میٹر بلند ہو گئے۔ ایک آتش فشاں پھٹا اور کئی دریاؤں نے اپنا راستہ بدل لیا۔ زلزلے کا قہر پوری دنیا میں محسوس کیا گیا۔ زلزلے کی لہروں نے کرہ ارض کو ہلا کر رکھ دیا۔ جب زمین ہل رہی تھی اسی دوران سمندر میں ایک سونامی پیدا ہو رہا تھا جس نے امریکہ، ہوائی، فلپائن اور جاپان کے مغربی ساحلوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا اس کی وجہ سے مجموعی طور پر 200 سے زائد ہلاکتیں ہوئیں۔

ایک المناک دن:

21 مئی سے چلی کے ساحل کنسیپشیئن کے قریب آٹھ سے زیادہ شدت کے شدید زلزلے آ رہے تھے لیکن اس کے اگلے دن زیادہ بڑا جھٹکا آیا۔ والڈیویا شہر کے ساحل سے تقریباً 160 کلومیٹر دور نازکا کی ٹیکٹونک پلیٹ جنوبی امریکی پلیٹ سے تقریباً 30 میٹر نیچے چلی گئی۔ ایسے معاملے جس میں دو متصل پلیٹیں ایک دوسرے پر چڑھ جاتی ہیں اس صورت کو 'سبڈکشن زون' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ دو پلیٹوں کے درمیان ہونے والی رگڑ نے صدیوں کی ذخیرہ شدہ توانائی چھوڑی اور اس کے نتیجے میں والڈیویا اور پورٹو مونٹ کے درمیانی خطے میں سب سے زیادہ نقصان ہوا۔ زیادہ تر تباہی ساحل کے ساتھ سونامی کی لہروں کی وجہ سے ہوئی۔ پیورٹو، ساویدرا جیسے شہر مکمل طور پر تباہ ہو گئے اور کورال جیسے دیگر مقامات پر شدید نقصانات ہوئے۔

زلزلے نے علاقے کا جغرافیہ بدل کر رکھ دیا:

والڈیویا میں زمین 2.7 میٹر تک دھنس گئی۔ شہر کے گردونواح میں کئی ندیوں نے اپنا راستہ بدل لیا۔ کچھ میدانی علاقے دلدل والے علاقے ہو گئے اور ہزاروں ہیکٹر فصلوں پر مشتمل کھیت اور چراگاہیں ضائع ہو گئیں۔ چلی میں آسٹرل یونیورسٹی کے انسٹیٹیوٹ آف ارتھ سائنسز

کے ایک محقق اور ماہر ارضیات ڈینیئل میلنک نے بی بی سی منڈو کو بتایا کہ 'اس نے زمین کے لینڈ سکیپ (یعنی قدرتی منظر) کو یکسر تبدیل کر رکھ دیا۔'

میلنک کا کہنا ہے کہ 'آپ اب بھی والڈیویا کے گردونواح میں دریا کے بیچ میں ٹیلیفون کے کھمبے، باڑ کی تاریں اور ڈوبی ہوئی سڑکیں دیکھ سکتے ہیں۔' وقت گزرنے کے ساتھ دلدل کے علاقوں کی تشکیل نے نئے اقسام کے پودوں اور پرندوں کی انواع کو بھی اپنی طرف متوجہ کیا جو اس خطے میں پہلے نہیں دیکھے گئے تھے۔ میلنک بتاتے ہیں کہ ماولن اور چیلوئے میں زمین کا ڈوبنا بھی 'سفاک معاملہ' تھا۔ اس کے برعکس دوسری جگہوں پر زمین دھنسنے کے بجائے ابھر آئی یعنی سطح اونچی ہوگئی۔ مثال کے طور پر گوافو جزیرہ چار میٹر بلند ہو گیا تھا اور گوامبلن جزیرہ 5.6 میٹر بلند ہو گیا۔

24 مئی کو یعنی زلزلے کے دو دن بعد پویہوئے آتش فشاں پھٹ پڑا، جس سے بھاپ اور راکھ 6,000 میٹر کی بلندی تک اڑتے رہے۔ اس آتش فشاں کا پھٹنا کئی ہفتوں تک جاری رہا اور یہ پلیٹوں کی حرکت کی وجہ سے پھٹا تھا جس کے سبب براعظم پھیل گیا۔... زلزلے کے بعد چلی کا رقبہ 1500 فٹبال کے میدانوں کے برابر بڑھ گیا۔

مجموعی اثرات:

زلزلے کی وجہ سے ایک سمندری لہر اٹھی جو پورے بحرالکاہل میں پھیل گئی۔ ٹیکٹا نک پلیٹوں کے درمیان کی رگڑ نے سمندر کو 3000 میٹر گہرائی تک ہلا دیا۔ سب سے زیادہ اثر چلی میں ہوا، جہاں کچھ علاقوں میں خلیج کی شکل میں سونامی کی وجہ سے اضافہ ہو گیا لیکن سونامی سے اٹھنے والی لہریں کرہ ارض کے دوسرے کنارے تک بھی پہنچیں۔ ہوائی کے علاقے ہیلو میں زلزلے کے 15 گھنٹے بعد سونامی آئی جس کے نتیجے میں 61 افراد ہلاک ہو گئے اور شدید قسم کے نقصانات ہوئے۔ وہاں 10 میٹر سے بھی بلند لہریں دیکھی گئیں۔

فلپائن میں سونامی کی لہروں سے 32 افراد ہلاک ہو گئے جبکہ ایسٹر آئی لینڈ اور کیلیفورنیا میں بھی نقصانات ہوئے۔ چلی سے باہر کوئی 17,000 کلومیٹر دور جاپان میں سب سے بڑی تباہی ہوئی، جہاں زلزلے کے 22 گھنٹے بعد 5.5 میٹر بلند لہریں ہونشو کے علاقے میں پہنچ گئیں، جس سے 1600 گھر تباہ اور 138 افراد ہلاک ہو گئے۔

کرۂ ارض ہل گیا:

چلی نام نہاد 'رنگ آف فائر' یعنی ایسے علاقے میں واقع ہے جو بحرالکاہل کے آس پاس کا علاقہ ہے اور جہاں بڑے بڑے زلزلے آتے ہیں اور آتش فشاں پھٹتے رہتے ہیں۔ سنہ 1960 کا زلزلہ اتنا شدید تھا کہ اس نے کئی دن تک پورے سیارے کو ہلا کر رکھ دیا۔ یہ زلزلہ اتنا بڑا تھا کہ اس نے زمین کی گردش کو بھی متاثر کیا اور دن کی رفتار کو کئی ملی سیکنڈ کم کر دیا۔ میلنک نے واضح کیا کہ 'یہ تبدیلیاں لوگوں کو محسوس نہیں ہوتی ہیں' لیکن پیمائش کرنے والی ٹیم نے ان کا نوٹس لیا ہے' لیکن زلزلے کے دردناک اور متاثر کن اثرات نے ان مظاہر کا مطالعہ کرنے والے سائنسدانوں کے لیے کئی اسباق چھوڑے۔ مثال کے طور پر اس سے سیاروں میں پیدا ہونے والے ارتعاش سے یہ بہتر طور پر سمجھنا ممکن ہوا کہ زلزلے کی لہریں زمین کے اندر کیسے سفر کرتی ہیں۔

اس زلزلے سے پہلی بار کرے کے ارتعاش یا لہراؤ کے شواہد ملے جو کہ اس کی اندرونی ساخت کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے مفید ثابت ہوئے۔ ان ارتعاش کو سمجھنے کی وجہ سے زلزلے کے بعد سونامی کی وارننگ دینے کا عمل بھی بہتر ہوا۔ درحقیقت چلی کے اس خوفناک زلزلے کے نتیجے میں سنہ 1965 میں سونامی وارننگ سسٹم بنایا گیا جو دنیا بھر میں سونامی کا پتا لگانے میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ ماہرین ارضیات آج اندازہ لگا سکتے ہیں کہ چلی کی طرح ایک بڑا زلزلہ تقریباً ہر 300 سال بعد آ سکتا ہے۔...
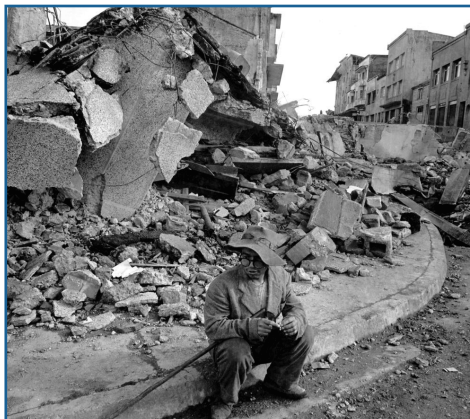
22 مئی سنہ 1960 کو چلی میں آنے والے تاریخ کا سب سے شدید زلزلہ کے المناک مناظر

زاوية العرب

آية قرآنية عن الاستخلاف في الأمة

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا ؕ يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِىۡ شَيۡـــًٔا ؕ وَمَنۡ كَفَرَ بَعۡدَ ذٰ لِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ. ﴿النور: ٥٦﴾

حديث شريف عن الطاعة

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم لِأَبِي ذَرٍّ: اسْمَعْ وَأَطِعْ وَلَوْ لِحَبَشِيٍّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ

(صحيح البخاري، كتاب الأذان)

من كلام الامام "الخليفة ظل الرسول"

"الخليفة هو الخَلَف، من يَخْلُف أحدًا، و خليفة النبي لا يكون إلا الذي يحظى ظلّيًا بكمالات النبي بمعناها الحقيقي، لذلك ما أراد النبي صلى الله عليه وآله وسلم أن تُطلق كلمة الخليفة على الملوك الغاشمين، وذلك لأن الخليفة هو ظلّ الرسول في حقيقة الأمر، وبما أنّه لا خُلود لأحد من البشر لذا أراد الله تعالى أن يجعل الأنبياء، الذين هم أشرف المخلوقات وأفضلها، خالدين إلى الأبد، وقرّر الله إقامة الخلافة لكي لا تخلو الدنيا من بركات النبوّة في أي وقت من الأوقات."

(شهادة القرآن، الخزائن الروحانية مجلد 6 ص 353)

كلمة تاريخية
بمناسبة اليوبيل المئوي للخلافة

"لقد اجتمعنا اليوم هنا بفضل الله تعالى لنشكره على اكتمال مئة عام على إقامة الخلافة الإسلامية الراشدة الأحمدية، كما يشترك معنا في هذه المناسبة الجليلة المسلمون الأحمديون من جميع بلاد العالم عبر قناتنا الإسلامية الأحمدية ايم تي اى. فأولاً وقبل كل شيء أهنئكم وجميعَ الأحمديين في شتى بقاع العالم.

إننا نشاهد اليوم مشهد وحدة عالمية ببركة انضمامنا إلى جماعة المسيح والمهدي عليه السلام. وبسبب أمطار الأفضال الإلهية التي أنزلها الله تعالى على المسيح الموعود عليه السلام ولا يزال يُنْزلها علينا طبقًا لوعده معه، نشاهد اليوم أيضا مناظر من تلك القرية عبر شاشة التلفاز، تلك القرية التي كانت صغيرة جدا وغير معروفة للعالم حينذاك، أما اليوم فإن الدنيا كلها لا تعرف قرية المسيح المحمدي هذه فحسب، بل تعرف أزقّتَها ومنارتها البيضاء التي شُيِّدتْ إعلانًا بأن المسيح المحمدي عليه السلام قد بُعث. كما نشاهد اليوم بهذه المناسبة العطرة، تحقُّقَ أحد الانجازات العظيمة التي تمّتْ على يد ابنه العظيم الموعود الذي كان من أولي العزم، بحسب وعد الله تعالى لمسيحه المختار، حيث نرى مشاهد من مدينة "ربوة" التي أنشأها هذا الابن الموعود، والتي كانت في البداية قفرا غير ذي زرع ولا شجر، فتحولَت إلى بلدة عامرة مخضرَّة ذات أشجار وأزهار وأثمار.

إن هذه المشاهد التي تصل اليوم من الشرق إلى الغرب ثم تعود بحسب وعد الله تعالى مع صورة الخليفة وصوته، شاهدةً على دوام القدرة الثانية ونزول أفضال الله علينا، يراها الناس اليوم في الشرق والغرب والشمال والجنوب، وفي أوروبا وفي أمريكا وآسيا وأفريقيا.

لا جرم أن هذه الأحداث تُذكِّر كلَّ مسلم أحمدي أن الله تعالى قد وفى بوعوده ولا يزال يفي بها، وأنه تعالى قد بلّغ دعوة سيدنا المسيح الموعود عليه السلام إلى أقصى أنحاء الأرض، ولا يزال يبلّغها. لقد أرانا الله تعالى في الماضي مشاهد تأييده وقيام الخلافة وازدهار الجماعة ببركة الخلافة، ولا يزال يرينا تأييده حتى اليوم. إننا لنزداد إيمانًا على إيمان برؤية المعاملة التي عاملَ بها الله الخلافةَ الإسلامية الأحمدية عبر التاريخ الممتد على مئة عام مضت.

ألا تدفعنا هذه الأمور كلها إلى أن نكون عباد الله تعالى الشاكرين، ونعبر عن شكرنا له؟ والحق أن خطابي هذا أيضا تعبير عن هذا الشكر. إن هذا اليوم الذي طلع بفضل الله تعالى علينا ليؤرخ فصلا ذهبيا جديدا في تاريخ الإسلام بواسطة جماعة الخادم المخلص لسيدنا رسول الله ﷺ. لذا فإن هذا الاحتفال وغيره من الاحتفالات التي نعقدها اليوم في مختلف بلاد العالم تحديثًا وشكر الهذه النعمة الالهية العظيمة ليست أمرًا جائزا فحسب، بل هي في الواقع امتثال لأمر الله تعالى: "وأما بنعمةِ ربِّك فحَدِّثْ"(الضحى:21)".

(مقتبس من الخطاب التاريخي الذي ألقاه أمير المؤمنين سيدنا مرزا مسرور أحمد أيده الله تعالى بنصره العزيز بمناسبة جلسة يوبيل الخلافة بتاريخ 8002/5/72م، في "أيكسل سنتر" بلندن)

في رحاب التفسير
طاعة الرسول مستحيلة بدون الخلافة

(من التفسير الكبير لحضرة الحاج مزرا بشير الدين محمود أحمد رضى الله عنه ، الخليفة الثاني للمسيح الموعود عليه السلام)

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (النور:75)

التفسير: "هذه الآية وردت بعد ذكر موضوع الخلافة مباشرة .. أي حينما نقيم بينكم نظام الخلافة فمن واجبكم أن تقيموا الصلاة وتؤتوا الزكاة وتطيعوا رسول الله. وكأنهم إذا ساعدوا الخلفاء في تمكين الدين فقد أطاعوا الرسول. وهذا هو نفس الموضوع الذي قد بينه النبي ﷺ بقوله: "مَن أطاع أميري فقد أطاعني، ومن عصى أميري فقد عصاني". (مسلم: كتاب الامارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية) كما أن الله تعالى قد نبّه فيها إلى أن السبيل لطاعة الرسول ﷺ عند قيام الخلافة أن تقيموا الصلاة من أجل تمكين الدين ونشره، وتؤتوا الزكاة وتطيعوا الخلفاء طاعة كاملة...

كذلك إن طاعة الرسول ﷺ أيضا مستحيلة بدون الخلافة، لأن الغرض الحقيقي من طاعة الرسول صلى الله عليه وسلم أن ينخرط الجميع في سلك الوحدة.

لقد كان الصحابة رضى الله عنهم يصلّون، ومسلمو اليوم أيضا يصلّون، وكان الصحابة يحجّون وكذلك مسلمو اليوم أيضا يحجّون، فما الفرق بين الصحابة ومسلمي اليوم يا ترى؟

إنما الفرق أن روح الطاعة كانت قد بلغت حد الكمال في الصحابة لكونهم تابعين للنظام. فكلما أمرهم النبي ﷺ بشيء عملوا به دونما تردد. ولكن روح الطاعة هذه مفقودة في المسلمين اليوم. إنهم يصلّون ويصومون ويحجّون، ولكن لا توجد فيهم الطاعة، لأنها لا تتأتى بدون النظام.

إذًا، فكلما تكون هناك خلافة تكون هناك طاعة الرسول أيضًا، لأن طاعة الرسول لا تعني أن نصلّي ونصوم ونحجّ، إذ تدخل هذه الأحكام في طاعة الله تعالى، إنما المراد من طاعة الرسول ﷺ أنه إذا أعلن أن هذا أوان التركيز على الصلوات فعلى الجميع أن يركّزوا على الصلوات خاصة، وإذا قال إننا الآن بحاجة إلى التركيز على أداء الزكاة والتبرعات فعلى الجميع أن يركزوا على ذلك، وإذا قال إن هذا وقت التضحية بالنفوس وبالوطن فعلى الجميع أن يهبّوا للتضحية بنفوسهم وأوطانهم."

الدعاء لاستمرار القدرة الثانية

(معتز القزق، أستاذ الجامعة الأحمدية -كندا)

كان الخليفة الرابع سيدنا ميرزا طاهر أحمد رحمه الله رجلا عجيبا، وقد أيده الله تعالى بانتصارات رائعة، وقد تعلقنا به كعرب حيث أُتيح لنا في زمنه بفضل الله أن نراه في برامج متعددة تخص العرب، وذلك من خلال قناة ايم تي اى التي كانت تبث برنامج لقاء مع العرب وكذلك خطب الجمعة، هذه الفرصة لم تتاح لنا كعرب سابقا، أي رؤية الخليفة وسماعه مباشرة، وقد كان لذلك أثر كبير في أعماقنا. وحين انتقل إلى رحمه اللّٰه تعالى في 19 نيسان 2003 صباحًا. كان لذلك أثر حزين في أعماقنا، فعكفنا في تلك الأيام على الدعاء والتضرع إلى الله تعالى ومشاهدة ايم تي اى طاعة لسيدنا المسيح الموعود كما أمر في كتابه الوصية حيث قال:

"فمن الضروري أن يأتيكم يومُ فراقي لِيليه ذلك اليوم الذي هو يوم الوعد الدائم. إن إلهنا إلهٌ صادق الوعد، وفِيٌّ وصدوق، وسيُحقق لكم كل ما وعدكم به. وبالرغم أن هذه الأيام هي الأيام الأخيرة من الدنيا، وهناك كثير من البلايا والمصائب التي آن وقوعها، ولكن لا بد أن تظل الدنيا قائمة إلى أن تتحقق جميع تلك الأنباء التي أنبأ الله تعالى بها. لقد بُعثتُ من الله تعالى كمظهر لقدرته ، فأنا قدرة الله المتجسدة. وسيأتي من بعدي آخرون، سيكونون مظاهر قدرة الله الثانية. لذلك كونوا منتظرين لقدرة الله الثانية داعين لمجيئها مجتمعين. ولتجتمع كل جماعة من الصالحين في كل قطر وليدعوا حتى تنزل القدرة الثانية من السماء، وتُريَكم أن إلهكم إله قادر كل القدرة. أيقِنوا أن موتكم قريب، إذ لا تعلمون متى ستحل تلك الساعة!".

وبعد أيام من التضرع والدعاء ونحن نشاهد القناة جاء اليوم الموعود الذي يريح المؤمنين، فأُعلن عن انتخاب الخليفة الخامس سيدنا ميرزا مسرور أحمد، فامتزجت مشاعر الحزن على فراق خليفة مع مشاعر الفرح والطمأنينة والشكر الله تعالى على استمرار الخلافة الراشدة فينا.

قام الخليفة الهمام بترديد عهد الخليفة. ناطقا الشهادتين وتلا سورة الفاتحة، وخلال تلاوتها ردّد قوله تعالى "اهْدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم" ثلاث مرّاتٍ. كلماته ومشاعره الفياضة تبث في أفراد الجماعة مشاعر الخشوع والخضوع أمام الله تعالى. ثمّ قال:"إن الأمر الذي فُوّض إليّ اليوم، لا أعلم عنه شيئًا. لقد سمعتم ولاحظتم علمَ ومعرفة الخليفةِ الرابع للمسيح الموعود عليه السلام، ولكن هذا العبد المتواضع ليس لديه أي نوع من العلم. على كلّ حال ليس في القواعد مجال للاعتذار، لذا ليس عندي إلا أن أقبله صامتًا. وألتمس في حضرتكم، إن كنتم على يقين أن هذا العبد المتواضع يستطيع أن يؤدي هذه الفريضة وانتُخب لهذا الغرض، أن تساعدوني بالدعاء. إنني إنسان ضعيف عديم الحيلة. لا يمكن أن تستمرّ هذه الجماعة إلا بالدعاء. وفّقني الله أن أدعو لكم، وأحقق العهد الذي عُهِد إلي الآن. وألتمس من حضرتكم أن تساعدوني بالدعاء".

نعم هذا هو الخليفة، خليفة الوقت، يدرك كم هي المهمة التي أوكلها الله له، وينفخ في أتباع المسيح الموعود عليه السلام روح الطاعة والتواضع، روح

الإيمان الصادق بنصرة الخليفة وعونه. وقال: "أكرّر كلمات الخليفة الرابع للمسيح الموعود: "إنّ رقبتي الآن بيد الله مباشرة." وفقني الله لأن أقوم بالأعمال التي يرضى بها." ثمّ أخذ البيعة من جميع أعضاء مجلس الانتخاب. ثم بعد إذن من أمير المؤمنين أيده الله تعالى أعلن سكرتيرُ مجلس انتخاب الخليفة عن انتخاب الخليفة الخامس في مكبّر الصوت. ثم فُتحت أبواب المسجد للعامة. وقبل أخذ البيعة الأولى من عامة أفراد الجماعة ألقى حضرته خطابًا وجيزًا بُثّ مباشرة عبر قناة ايم تي اى إلى كل أنحاء العالم، فقال بعد الشهادتين والاستعاذة وقراءة الفاتحة: "ألتمس من أبناء الجماعة شيئًا واحدًا: في هذه الأيام رَكِّزوا على الدعاء، رَكِّزوا على الدعاء، رَكِّزوا على الدعاء، وادعوا كثيرًا، ادعوا كثيرًا، ادعوا كثيرا. أيّد الله تعالى الجماعة بنصره العزيز، وتستمرّ قافلة الجماعة إلى ازدهارها ورقيها. (آمين)"

وبفضل اللّٰه تعالى استمرت الجماعة في طاعة الخليفة الخامس أيده الله بنصره العزيز، ورأينا بركات هذه الطاعة بأم أعيننا، وكيف فتح الله على حضرته فتوحات عظيمة، وتستمر عجلة تطور الجماعة وتحقيق أهداف الاسلام في ظل خلافته الراشدة، سائلين المولى عز وجل أن يجعلنا دائما من الخدام الأوفياء للخلافة وذرياتنا من بعدنا. آمين

الخواتم الثلاثة
للمسيح الموعود عليه السلام

كان للمسيح الموعود عليه السلام ثلاثة خواتم وزّعتْها أُمُّ المؤمنين رضي الله عنها على أبنائها بالقرعة بعد وفاته.

فكان خاتم "أليس الله بكاف عبده" من نصيب المصلح الموعود الخليفة الثاني رضى الله عنه،

وكان خاتم "أُذكُرْ نِعمَتي التي أنعمت عليك، غرستُ لك بيَدَي رحمتي وقدرتي" من نصيب ميرزا بشير أحمد رضى الله عنه،

وكان خاتم "مولى بس" (أي: الله يكفيني) من نصيب ميرزا شريف أحمد رضى الله عنه.

وحين توفي المسيح الموعود عليه السلام كان لابسًا خاتم "مولى بس".